

یعنی اگر دائمی دوزخ کی تپش مقدّر ہے تو اس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں، تو سمجھ لے کہ تجھے ایسی بہار مل رہی ہے، جسے خزاں آہی نہیں سکتی۔

۴۔ لغات : خندہ ہائے بیجا : بے موقع، بے محل اور بے سبب ہنسنا۔
 شرح : میں محبوب سے جدائی کے غم کا مارا ہوا ہوں۔ اس حالت میں مجھے باغ کی سیر کے لیے مجبور نہ کرو۔ وہاں کیا ہوگا؟ پھول ہوں گے، جو بے محل ہنستے ہیں، میں ایسی ہنسی برداشت نہیں کر سکتا۔

پھولوں کے کھلنے کو بے محل اور بے سبب ہنسی اس لیے کہا۔ کہ وہ نہ تو ہنسی کا مناسب موقع دیکھ کر ہنستے ہیں اور نہ ان کے ہنسنے کا کوئی معقول سبب ہوتا ہے۔ صبح کو نسیم چلتی ہے اور وہ کھل جاتے ہیں یہی ان کی ہنسی ہے۔

غالب نے اس شعر میں ایک اہم حقیقت بیان کی ہے۔ انسان خود رنج و الم میں مبتلا ہو تو سیر و تفریح اور دلکش مناظر اس پر الٹا اثر ڈالتے ہیں۔ اس کا دل ہلتا نہیں، بلکہ زیادہ کڑھتا ہے۔ پھولوں کا کھلنا ہر سلیم الطبع انسان کے لیے یقیناً باعث فرحت ہے۔ ان کے رنگ اور تازگی و شادابی سے آنکھیں لطف اٹھاتی ہیں۔ خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے، لیکن غمزدہ انسان کو ایسے فرحت انگیز منظر میں بھی خوشی نہیں ہوتی، بلکہ افسردگی و پریشانی ترقی کرتی ہے اور وہ اپنے دل سے رنج کے پہلو پیدا کر لیتا ہے، جیسے اس شعر میں پھولوں کی شگفتگی کو بے محل اور بے سبب ہنسی قرار دے دیا، جو کسی کے بھی نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔

۵۔ شرح : اگرچہ میرے جسم کا ہر روز نگٹا ایسی آنکھ بن گیا ہے جو ہر چیز کی حقیقت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کر سکتی ہے، مگر میں ہر محرم بن جانے کی سعادت مجھے نصیب نہ ہوئی اور اس کے لیے ترس رہا ہوں۔

شعر میں محرمی پر خاص زور ہے، جس کا مطلب ہے، حسن کو بے پردہ دیکھ کر اس کی حقیقت پالینا اور کٹھن تک پہنچ جانا۔ حسن سے اشارہ حسن حقیقی کی طرف ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ یہ حسن کائنات کی ہر شے میں نمایاں ہے، تاہم انسان کے جسم کا رُوں